اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار

انتہائی مفید دعا اور حسنہ کی تفسیر

مُرتّب

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہم

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم

تلمیذ رشید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

تعمیرِ معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿دعا﴾

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّار کثرت سے پڑھنا......

حضرت انس r فرماتے ہیں کان اکثر دعاء النبی S اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا الخ آپ S کا اکثر معمول اس دعا کے پڑھنے کا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ صفحہ ۲۱۸)

﴿فضیلت﴾ وعن أنس : أن رسول الله S عاد رجلا من المسلمين قد خفت فصار مثل الفرخ فقال له رسول الله S: هل كنت تدعو الله بشىء أو تسأله إياه ؟ قال : نعم كنت أقول : اللهم ما كنت معاقبى به فى الآخرة فعجله لى فى الدنيا . فقال رسول الله S سبحان الله لا تطيقه و لا تستطيعه أفلا قلت : اللّٰهم آتنا

فی الـدنیـا حسـنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار قال : فدعا الله به فشفاه الله . رواه مسلم .

(مشکوۃ ٢٢٠،ط:قدیمی)

حضرت انس r فرماتے ہیں : آپ sایک مسلمان (بیمار) کی عیادت کے لیے تشریف لیے گئے وہ کمزوری کی وجہ سے پرندے کے بچے کی طرح ہوگیا تھا۔آپ s نے اس سے فرمایا : کیا تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی دعا کرتے ہو؟ کوئی چیز مانگتے ہو؟ اس نے کہاہاں... **کنت اقول اللھم ما کـنـت مـعـاقبـی بـه فـی الاخـر ة فـعـجـلـه لـی فـی الـدنیا...** میں یوں دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ! جو سزا مجھے آخرت میں دیں گے وہ مجھے جلدی سے دنیا ہی میں دے دیجیے (اس پر) آپ s نے تعجباً سبحان اللہ کہہ کر فرمایا: **لا تـطـیـقـه ولا تستـطـیـعـه** .... نہ تو تم (دنیا ہی میں) اللہ تعالیٰ کے عذاب کو

برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ (ہی آخرت میں) اس کی قوت واستطاعت رکھ سکتے ہو...افلا قلت اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِیْ الْاٰخِرَ ۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّار ...تو نے اس طرح دعا کیوں نہ کی کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَاالخ ۔ حضرت انس r فرماتے ہیں:...فدعا الله به فشفاه الله .... پھر اس بیمار نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔

وعن أنس قال : كان أكثر دعاء النبى S اللهم أتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. (متفق عليه،مشكوة صـ ۲۱۸)

حضرت انس r فرماتے ہیں: کہ آپ S یہ دعا اکثر پڑھا کرتے تھے ''اللهم أتنا فى الدنيا حسنة ...الخ''۔

﴿دعا کا معنی﴾

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں حسنہ (بھلائی) عطا فرما اور ہم کو جہنم کی آگ سے بچا۔

﴿دنیا میں ’’حسنہ‘‘ کے دس معانی﴾

﴿۱﴾ **العافیۃ و الکفاف**: یعنی عافیت اور گزارے کے لائق اور لوگوں سے مستغنی کرنے والی اور سوال سے بچانے والی روزی۔

عافیت کا معنی: **السلامۃ فی الدین من الفتنۃ و السلامۃ فی البدن من سیئ الاسقام و المحنۃ**. ملا علی القاری فرماتے ہیں کہ عافیت کا معنی ہے دین فتنہ سے محفوظ ہو اور بدن برے امراض اور محنتِ شاقہ سے محفوظ ہو۔

﴿۲﴾ **الأولاد الأبرار**: نیک اولاد۔

عن ابی هرير ة قال قال رسول الله S اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلٰثة الا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعوله .رواه مسلم. (مشكوة ۳۲،ط:قديمی)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع (ختم) ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) نیک اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کرے۔

﴿۳﴾ النصرة على الأعداء: دشمنوں کے خلاف نصرت اور غلبہ۔

یعنی دشمن تم سے مرعوب اور مغلوب ہوگا تم جغرافیائی اعتبار سے بھی ان پر فتحیاب ہوگے اور نظریاتی اعتبار سے بھی فتح تمہارا مقدر ہوگی۔

﴿٤﴾ **ثناء الخلق:** لوگوں کی تعریف وثناء یعنی لوگوں میں نیک نامی اور اچھائی سے شہرت۔

ہمارے حضرت عارف باللہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: آج کل جاہل صوفی گھبرا جاتا ہے کہ ہائے میری تعریف ہو رہی ہے۔ایک صاحب نے کہا کہ میں تسبیح لیتا ہوں تو مجھے یہ خیال آتا ہے کہ لوگ مجھے کہیں نیک نہ سمجھنے لگیں تو میرے شیخ حضرت شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو بدمعاش کہیں، ارے بھئی! اگر لوگ نیک کہتے ہیں تو شکر کرو پس تم اپنے کو نیک نہ سمجھو، مخلوق میں اگر تعریف ہوتی ہے تو ہونے دو، اپنی نظر میں حقیر ہونا مطلوب ہے اور مخلوق میں عظمت اور جاہ اور عزت مطلوب ہے، اس کی دعا سکھائی گئی ہے۔

سرورِ عالم S نے سکھایا: ''اللھم اجعلنی صبورا ً ''اے اللہ! مجھے صبر عطا فرما کہ ہم نیک اعمال پر قائم رہیں اور مصیبت میں آپ پر اعتراض نہ کریں کہ کیوں ہم کو یہ مصیبت ملی۔ مصیبت سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا درجہ بلند کرتا ہے تم کو گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے، ماں میل کچیل چھڑاتی ہے تو بچہ چلّا تا ہے مگر بعد میں چمک جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو مصیبت دے کر ان کی خطائیں معاف کرتے ہیں اور صبر کی برکت سے نسبت مع اللہ کا اعلیٰ مقام دے دیتے ہیں اور الصبر عن المعصیة بھی دیجیے کہ نافرمانی کے تقاضوں کے وقت ہم صابر رہیں اور نافرمانی نہ کریں اور نافرمانی سے بچنے کا غم اٹھالیں اس کا نام الصبر عن المعصیة ہے۔

اس دعا میں سرورِ عالم s نے صبر کی اقسامِ ثلاثہ مانگی ہیں یعنی (۱) الصبر علی الطاعۃ: یعنی نیک اعمال پر قائم رہنا اور (۲) الصبر فی المصیبۃ: مصیبت میں صابر رہنا اور (۳) الصبر عن المعصیۃ: گناہوں سے بچنے کی تکلیف اٹھانا، آگے حضور s دعا مانگتے ہیں ''واجعلنی شکوراً ''اور ہمیں شکرِ نعمت کی توفیق دیجیے اور اس کی حقیقت تقویٰ ہے کہ ہم گناہ نہ کریں۔ اصل شکر گذار بندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا، اس کی دلیل سن لو میں تصوف بلا دلیل پیش نہیں کرتا۔ لقد نصر کم اللہ ببدر اے صحابہ! اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی ہے، و انتم اذلۃ اور تم سخت کمزور تھے فاتقو اللہ پس تم تقویٰ سے رہا کرو اور ہم کو ناراض مت کرو لعلکم تشکرون تاکہ تم حقیقی شکر گزار بن جاؤ۔ یہ

تھوڑی ہے کہ منتخب بوٹی کھا کر کہہ دیا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے اور گناہ سے باز نہ آئے اس طرح شکر کا حق ادا نہیں ہوا۔ زبان سے شکر کی سنت تو ادا ہوئی لیکن جب گناہ سے بچو، نظر بچاؤ عیناً، قلباً و قالباً حسینوں نمکینوں سے دور رہو تب سمجھ لو اب شکرِ حقیقی نصیب ہوا تو **واجعلنی شکوراً** کے معنی کیا ہیں ای **واجعلنی من المتقین** یہ ترجمہ حکیم الامت کا ہے کہ مجھے متقی بنا دیجیے **لعلکم تشکرون** تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ، نافرمانی کرنے والا حقیقی شکر گزار نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''**واجعلنی فی عینی صغیراً**'' اے اللہ! مجھ کو میری نظر میں صغیر کر دے یعنی چھوٹا دکھا۔

ہم اپنے کو طرم خان نہ سمجھیں خرم خان تو رہو مگر طرم خان نہ سمجھو **وفی اعین الناس کبیراً** مخلوق کی نظر میں ہم کو بڑا دکھا

دیجیے۔لہٰذا جب مخلوق عزت کرے تو شکرادا کرو کہ یہ دعا قبول ہوگئی۔تو حسنہ کی چوتھی تفسیر ہے ثنائے خلق کہ مخلوق میں تمھاری تعریف و نیک نامی ہو لیکن تم اپنی تعریف نہ کرو نہ اپنے کو بڑا سمجھو۔ یہ ثنائے خلق حسنہ کی تفسیر ہے لیکن جو صوفی علم دین نہیں جانتا وہ ایسے موقع پر ڈر جاتا ہے کہ میرا تو سب ضائع ہو گیا۔

﴿۵﴾ العلم و العبادۃ: دین کا وہ علم جس پر عمل ہو یعنی توفیقِ عبادت بھی حسنہ ہے، غیر عالم اس سے محروم ہے۔

وعن سفيان أن عمر بن الخطاب r قال لكعب : من أرباب العلم؟ قال : الذى يعملون بما يعلمون . قال : فما أخرج العلم من قلوب العلماء ؟ قال: الطمع . رواه الدارمى. (مشكوة صـ ۳۷، ط: قديمى)

حضرت عمر r نے حضرت کعب l سے فرمایا کہ (تمہارے نزدیک) صاحبِ علم کون ہے؟ حضرت

کعب ا نے جواب دیا: وہ لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں، پھر حضرت عمر r نے پوچھا کہ کونسی چیز عالموں کے دلوں سے علم کو نکال لیتی ہے؟ حضرت کعب ا نے جواب دیا: ''لالچ''۔

﴿۶﴾ **الفهم في كتاب الله تعالى**: کتاب اللہ یعنی قرآنِ کریم کا فہم اور سمجھ یعنی **الفقه في الدين** بعض میں علم دین تو ہے لیکن اس کی سمجھ نہیں ہے اس کا صحیح استعمال نہیں کرتا ۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہتھیار تو بہت عمدہ منگوالیا پر چلانا نہیں جانتا، علم دین کو صحیح موقع پر استعمال کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنا اور اس کو پیٹ پالنے کا ذریعہ نہ بنانا ۔یہ ہے **تفقه في الدين**۔اور **فهم في كتاب الله** کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود r سے پوچھا کہ سرورِ عالم S کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو

آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس آیت کو نہیں پڑھتے ﴿وترکوک قائما﴾ قحط کی وجہ سے مدینہ میں غلہ کی سخت کمی تھی، بعض صحابہ جن کا اسلام بھی نیا تھا اور جن کی ابھی تربیت مکمل نہیں ہوئی تھی غلہ کے اونٹوں کو دیکھ کر حضور s کو حالتِ خطبہ میں تنہا چھوڑ کر چلے گئے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وتـــرکـــوک قـــائـمـــا﴾ اور آپ کو کھڑا ہوا تنہا چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود r فرمایا کہ یہ آیت دلیل ہے کہ آپ s خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ دس بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ سرورِ عالم s نے فرمایا اگر یہ دس بارہ صحابہ نہ ہوتے تو نبی کے ساتھ بے ادبی کی وجہ سے مدینہ پر آگ برس جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سب کو معاف کر دیا اور صحابہ سے راضی ہو گیا اور صحابہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہو گئے۔ جب اللہ خوش ہو جائے اور معاف کر دے تو کسی خبیث کو

اجازت اور اختیار نہیں کہ وہ اپنی عدالت میں جرح اور تنقید کے لیے ان کا تذکرہ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے اور کہہ دے کہ ہم نے معاف کر دیا ہم راضی ہیں تو تم کون ہو ان پر تنقید کرنے والے؟ یہ وہی شخص ہے جو اولیاء اللہ کے بارے میں کیڑے نکالتا ہے اور جب کیڑے نہیں ملتے تو کیڑے ڈالتا ہے۔ یہ ڈبل مجرم ہے۔

وعن أبی جحيفة قال : سألت عليا r هل عندكم شیء ليس فی القرآن فقال : والذی فلق الحبة وبرأ النسمة ما عندنا إلا ما فی القرآن إلا فهما يعطی رجل فی كتابه. رواه البخاری (مشكوة صـ ۳۰۰،ط:قديمی)

حضرت ابو جحیفہ r کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی

جس نے اناج کو پیدا کیا اور جان کو وجود بخشا، میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو کتاب اللہ میں موجود نہ ہو، ہاں قرآن کی وہ سمجھ (مجھے ضرور ہوگی) جو کسی انسان کو عطا ہو سکتی ہے۔

﴿۷﴾ المرأة الصالحة: نیک بیوی۔

دنیا کا بہترین خزانہ نیک بیوی ہے:

قال فكبر عمر . ثم قال له : ألا أخبرك بخير ما يكنز المرء؟ المرأة الصالحة إذا نظر إليها سرته وإذا أمرها أطاعته وإذا غاب عنها حفظته . رواه أبو داود.

(مشكوة ١٥٦، ط:قديمى)

آپ s نے حضرت عمر r سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بہترین چیز نہ بتادوں جسے انسان اپنے پاس رکھ کر خوش ہو اور وہ نیک بخت عورت ہے جب اس کی طرف مرد دیکھے تو اس کی طبیعت خوش ہو، جب وہ اسے کوئی حکم دے تو

اس کی اطاعت کرے اور جب وہ گھر میں موجود نہ ہو تو اس کے بچوں کی حفاظت کرے۔

وعن عبد الله بن عمرو قال : قال رسول الله S: الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة . رواه مسلم .(مشكوة ٢٦٧،ط:قديمی)

حضرت عبد اللہ بن عمرو r کہتے ہیں کہ رسول کریم S نے فرمایا: ''پوری دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع (سامان) نیک بخت عورت ہے''۔

وعن أبی هريرة قال : قال رسول الله S: تنكح المرأة لأربع : لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك. (مشكوة صـ ٢٦٧،ط:قديمی)

حضرت ابو ہریرہ r کہتے ہیں کہ رسول اللہ S نے فرمایا: کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے

میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، اول اس کا مال دار ہونا، دوم اس کا حسب ونسب والی ہونا، سوم اس کا حسین وجمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا، لہٰذا دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو، اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔

وعـن أنس قال : قال رسول الله s:المرأة إذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فـلتـدخـل مـن أى أبواب الجنة شاء ت رواه أبو نعيم فى الحلية.(مشكوة صـ ا ۲۸، ط:قديمى)

حضرت انس r کہتے ہیں کہ رسول اللہ s نے فرمایا ''جس عورت نے (اپنی پاکی کے دنوں میں پابندی کے ساتھ) پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے (ادا اور قضاء) روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی (یعنی فواحش

اور بری باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا) اور اپنے خاوند کی (ان چیزوں میں) فرمانبرداری کی (جن میں فرمانبرداری کرنا اس کے لیے ضروری ہے) تو (اس عورت کے لیے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

﴿۸﴾ **المال الصالح:** حلال رزق۔

رزقِ حلال کے فوائد

(۱) عن النعمان بن بشير r قال : قال رسول اللّٰه S: الحلال بيّن و الحرام بيّن و بينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه و عرضه و من وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كالراعى يرعى حول الحمى يوشك

أن يرتع فيه ألا و إن لكل ملك حمى ألا و إن حمى الله محارمه ألا و إن فى الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله و إذا فسدت فسد الجسد كله ألا و هى القلب، متفق عليه. (مشکوة صـ ۲۴۱، ط: قديمى)

حضرت نعمان بن بشیر r فرماتے ہیں کہ نبی کریم s نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے لہٰذا جس شخص نے مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو پاک ومحفوظ کردیا (یعنی مشتبہ چیزوں سے بچنے والے کے نہ تو دین میں کسی خرابی کا خوف رہے گا اور نہ کوئی طعن وتشنیع کریگا) اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں مبتلا ہوگیا اور اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈھ (کنارے) پر

چراتا ہے اور ہر وقت اس کا امکان رہتا ہے کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں گھس کر چرنے لگیں۔ جان لو! ہر بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ حرام چیزیں ہیں اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست حالت میں رہتا ہے (یعنی جب وہ ایمان وعرفان اور یقین کے نور سے منور رہتا ہے) تو (اعمالِ خیر اور حسنِ اخلاق واحوال کی وجہ سے) پورا جسم درست حالت میں رہتا ہے اور جب اس ٹکڑے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، یاد رکھو! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے۔

رزق میں برکت کی علامت اور عبرت آموز واقعہ

رزق میں برکت کی علامت یہ ہے کہ اس رزق کی وجہ سے آدمی کو قناعت (جتنا مل جائے اس پر صبر وشکر کرنا) اور نیک

اعمال کی توفیق نصیب ہو جائے جیسا کہ مرقاۃ میں حضرت ملا علی القاری ا نے فرمایا ہے :

قال العلامة الملا علی القاری ا: و منها أن طلب الدعاء من الأنبياء و الأولياء مطلوب ...... و أمثالهما (فقال اللّٰهم بارک لهم فيما رزقتهم) و علامة البركة القناعة و توفيق الطاعة.

(باب الدعوات في الأوقات ،مرقاة ۵/ ۱ ۳۴،ط:رشیدیه)

ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری البزازی ا کا قصّہ

(جن کو ایک ہار ملا تھا، وہ انہوں نے مالک کو لوٹایا، پھر اس مالک کی بیٹی کے ساتھ نکاح ہوا، بیوی کا انتقال ہوا، اور یہ ہار وراثت میں ملا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی)

قاضی محمد بن عبدالباقی ا فرماتے ہیں: کنت مجاوراً بمكة حرسها الله تعالىٰ، میں مکہ کے پڑوس میں

اقامت پذیر تھا، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے میں اپنی بھوک کو ختم کرتا، اس دوران مجھے ریشم کی ایک تھیلی ملی جو ریشم ہی کے تار سے بندھی ہوئی تھی، میں اس کو اٹھا کر اپنے گھر لے آیا: **فحللته فوجدت فيه عقداً من لؤلؤ لم أر مثله**، جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں ایک موتیوں کا ایسا ہار پایا کہ اس جیسا ہار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، چنانچہ میں گھر سے نکل پڑا، دیکھا تو ایک بڑی عمر والا آدمی اس کے متعلق اعلان کر رہا ہے اس کے پاس کپڑے کا ایک تھیلا ہے: **فيها خمس مائة دينار**، جس میں پانچ سو دینار تھے اعلان یہ تھا کہ: **هٰذا لمن يرد عليّ الكيس الذى فيه اللؤلؤ**، یہ انعام اس شخص کو ملے گا جو مجھے موتی والی تھیلی دے گا، میں نے سوچا کہ اس وقت **أنا محتاج**،

و أنا جائع، فاٰخذ هٰذاالذّهب و أردُّ عليه الكيس ، میں محتاج اور بھوکا ہوں، یہ سونا میں لے کر اس سے نفع حاصل کرلوں گا اور اس کو اس کی موتی والی تھیلی لوٹا دوں گا، میں نے اس سے کہا: **تعال اليّ**، تشریف لے آیئے چنانچہ میں اس کو اپنے گھر لے آیا، اس نے تھیلی، ہار، موتی، اس کی تعداد اور اس کے ساتھ لگے بندھے ہوئے دھاگہ کی علامت بتادی، میں نے وہ نکال کر اس کے حوالہ کیا: **فسلم اليّ خمس مائة دينار، فما اخذتها** ، اس نے مجھے پانچ سو دینار حوالہ کر دیئے، میں نے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا: **يجب عليّ أن أعيده اليک و لا اٰخذ له جزاءً**، اس کا لوٹانا تو میرے ذمہ ضروری تھا میں اس کا کوئی بدلہ نہیں لوں گا، اس نے کہا ''یہ ضرور لینا ہوگا'' اس نے اصرار بھی بہت کیا لیکن میں

نے قبول کرنے سے انکار کیا، چنانچہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

(اس کے بعد) میرا معاملہ یوں ہوا کہ: **فانی خرجت من مکة، و رکبت البحر فانکسر المرکب، و غرق الناس**، میں مکہ سے روانہ ہوا اور کشتی میں سوار ہوا، کشتی ٹوٹ گئی، لوگ غرق ہوئے، ان کے مال بھی تباہ ہو گئے: **و سلمت أنا علٰی قطعة من المرکب**، میں کشتی کے ایک ٹکڑے پر محفوظ رہا، کچھ عرصہ میں سمندر ہی میں رہا، پتہ نہیں چلتا تھا کہ کہاں جاؤں؟

فوصلت الیٰ جزیرة فیھا قوم، فقعدت فی بعض المساجد چنانچہ میں ایک جزیرہ پر پہنچا جہاں کچھ لوگ تھے، میں ایک مسجد میں جا بیٹھا اور پڑھنے لگا، لوگوں نے میری قراءة سنی، جزیرہ کا ہر آدمی میرے پاس آ کر کہنے لگا: **علّمنی**

القرآن، مجھے قرآن کریم سکھائیے، اس طرح میں نے ان کو قرآن کریم کی تعلیم دینا شروع کی، جس کے نتیجے میں مجھے بہت کچھ مال (بھی) ملا، قرآن شریف کے چند صفحات لے کر جب میں انہیں دیکھ کر پڑھنے لگا تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا آپ لکھنا بھی جانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، انہوں نے کہا: **علّمنا الخط**، پھر ہمیں خط و کتابت (بھی) سکھا دیجیے، چنانچہ میں ان کے بچوں اور جوانوں کو خط و کتابت سکھاتا رہا، اس سے بھی مجھے مال کا وافر حصہ ملا، پھر انہوں نے کہا: **عندنا صبیّة یتیمة و لها شیء من الدنیا نرید أن تتزوج بها؟ فامتنعت**، ہمارے ہاں ایک یتیم لڑکی ہے جس کے پاس کچھ دنیا کا ساز وسامان بھی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان سے نکاح کرلیں (محمد بن عبدالباقی فرماتے ہیں) میں نے انکار کیا لیکن

انھوں نے کہا: **لا بدّ**، یہ ایک لازمی چیز ہے **فأجبتهم الٰی ذٰلک**، ان کے اصرار پر میں نے ہاں کردی، جب رخصتی ہوئی (اور لڑکی سے پہلی ملاقات کے لیے لڑکی، اس کے محرم رشتہ دار اور میں، سب ایک کمرے میں بیٹھ گئے) تو میں نے لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا: **فوجدت ذٰلک العقد بعینه معلّقاً فی عنقها**، تو وہی ہار اس کے گلے میں پہنا ہوا دیکھا، ان لوگوں نے کہا: **یا شیخ کسرت قلب هٰذه الیتیمة من نظرک الیٰ هٰذا العقد، و لم تنظر الیها**، آپ نے یتیم لڑکی کو دیکھنے کے بجائے اس کے ہار کی طرف (مسلسل) دیکھنے کی وجہ سے اس لڑکی کے دل کو توڑا، میں نے ان لوگوں کو اس ہار کا پورا قصہ سنایا: **فصاحوا و صرخوا بالتهلیل و التکبیر حتیٰ بلغ الیٰ جمیع أهل الجزیرة**، وہ چیخ

اٹھے اور لاالہ الا اللہ ، اللّٰہ اکبر کا نعرہ بلند کیا یہاں تک کہ اس واقعہ کی خبر تمام جزیرے والوں کو ہوئی: ما بکم؟ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے: ذٰلک الشیخ الذی أخذ منک ھٰذا العقد أبو ھٰذہ الصبیّۃ ، وہ بوڑھا جس نے آپ سے یہ ہار لیا تھا وہ اسی یتیم لڑکی کا والد تھا (حج سے واپس آنے کے بعد) وہ یہ کہا کرتا تھا: اس ہار لوٹانے والے آدمی کی طرح میں نے کسی کامل مسلمان کو نہیں دیکھا ہے اور (مسلسل) وہ یہ دعا کیا کرتا تھا کہ : اللّٰھمّ اجمع بینی و بینہ حتّیٰ أزوّجہ بابنتی، اے اللہ! مجھے اور اس (نیک شخص) کو ایک جگہ جمع کر دیجیے تا کہ میں اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کرا دوں، وہ دعا اب قبول ہوئی، (اس کے بعد کا قصہ یہ ہوا کہ) میں کچھ عرصہ اس عورت کے ساتھ رہا: و رزقت منھا ولدین،

اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹے بھی دیے: **ثم انها ماتت،** پھر اس عورت کا انتقال ہوگیا: **فورثت العقد أنا و ولدای،** وہی ہار مجھے اور میرے دو بیٹوں کو وراثت میں ملا: **ثم مات الولدان فحصل العقد لی ،** پھر میرے ان دونوں بیٹوں کا بھی انتقال ہوا (جس کی وجہ سے) پھر وہ پورا ہار صرف میرا ہی ہوا: **فبعته بمائة الف دينار ،** میں نے اس کو ایک لاکھ دینار میں بیچ دیا: **و هٰذا المال الذی ترون معی من بقايا ذٰلک المال،** یہ جو مال (کی کثرت، فراوانی اور برکت) تمھیں نظر آرہی ہے یہ اسی (حلال) مال کے باقی ماندہ میں سے ہے۔ (صفحات من صبر العلماء ص ۲۲۳، ط: المکتبۃ الغفوریۃ العاصمیہ)

حرام کی نحوست

(۱) **عن أبی هريره r قال : قال رسول**

اللّٰہ S: إن اللّٰـه طيب لا يقبل إلا طيبا و إن اللّٰه أمر المـؤمـنيـن بـما أمر به المرسلين فقال: يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا .و قال: يا أيها الذين آمـنـوا كـلـوا مـن طيبـات ما رزقناكم، ثم ذكر الرجل يـطيـل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء، يا رب يـا رب و مـطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غذى بالحرام فأنّٰى يستجاب لذلک. رواه مسلم.

(مشکوۃ صـ ۲۴۱، ط:قدیمی)

حضرت ابو ہریرہ r سے روایت ہے کہ رسولِ کریم S نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ (تمام کمی اور عیوب سے) پاک ہے، اس پاک ذات کی بارگاہ میں صرف وہی (صدقات و اعمال) مقبول ہوتے ہیں جو (شرعی عیوب اور نیت کے فساد سے پاک ہوں) یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے جس چیز (یعنی حلال مال کھانے اور اچھے اعمال) کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے اسی چیز کا حکم تمام مؤمنوں کو بھی دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے : اے رسولو! حلال روزی کھاؤ اور اچھے اعمال کرو، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مؤمنو! تم صرف وہی پاک اور حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا کیا ہے۔

پھر آپ s نے (بطورِ مثال) ایک شخص کا حال ذکر کیا کہ وہ طویل سفر اختیار کرتا ہے پراگندہ بال اور غبار آلودہ ہے وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! (یعنی وہ اپنے مقاصد کے لیے دعا مانگتا ہے) حالانکہ کھانا اس کا حرام، لباس اس کا حرام (شروع سے اب تک) پرورش اس کی حرام (ہی غذاؤں) سے ہوئی پھر کیونکر اس کی دعا قبول کی جائے۔

(۲)عن عبد اللّٰہ بن مسعود r عن رسول اللّٰہ s قال: لا یکسب عبد مال حرام فتیصدق منه فیقبل منه و لا ینفق منه فیبارک له فیه و لا یترکه خلف

ظهـره إلا كـان زاده إلـى الـنار، إن الله لا يمحو السيئ بـالسيـئ و لـكـن يـمحو السيئ بالحسن إن الخبيث لا يـمـحـو الـخبيـث، رواه أحـمد و كذا في شرح السنة (مشكوة صـ ۲۴۲، ط: قديمی).

حضرت عبداللہ بن مسعود r رسول اللہ s سے روایت کرتے ہیں کہ آپ s نے فرمایا: ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ حرام مال کما کر اس میں سے صدقہ وخیرات کرتا ہو اور اس کا وہ صدقہ قبول کرلیا جاتا ہو (یعنی اگر کوئی شخص حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال صدقہ وخیرات کرے تو اس کا صدقہ قطعاً قبول نہیں ہوتا اور نہ اسے کوئی ثواب ملتا ہے) اور نہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص اس حرام کو (اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر) خرچ کرتا ہو اور اس میں اسے برکت حاصل ہوتی ہو (یعنی حرام مال میں سے جو بھی خرچ کیا جاتا ہے اس میں بالکل

برکت نہیں ہوتی) اور جو شخص (اپنے مرنے کے بعد) حرام مال چھوڑ جاتا ہے اس کی حیثیت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں رہتی کہ وہ مال اس شخص کے لیے ایک ایسا توشہ بن جاتا ہے جو اسے دوزخ کی آگ تک پہنچا دیتا ہے اور (یہ بات یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعے دور نہیں کرتے بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعے دور کرتے ہیں اسی طرح ناپاک مال، ناپاک کو دور نہیں کرتا (یعنی حرام مال بُرائی کو دور نہیں کرتا بلکہ حلال مال بُرائی کو دور کرتا ہے)

(۳) عن جابر r قال : قال رسول اللّٰہ s:
لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت و کل لحم نبت من السحت کانت النار أولی به، رواه أحمد و الدارمی و البیهقی فی شعب الایمان .

(مشکوۃ صـ ۲۴۲، ط: قدیمی)

حضرت جابر r فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم s نے فرمایا: وہ گوشت جس نے حرام مال سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جو گوشت (یعنی جو جسم) حرام مال سے نشو ونما پائے وہ دوزخ کی آگ کے زیادہ لائق ہے۔

(۴) عن أبی بکر r أن رسول اللّٰہ s قال: لا یدخل الجنة جسد غذی بالحرام. رواہ البیھقی فی شعب الإیمان. (مشکوة صـ۲۴۳)

حضرت ابوبکر r سے روایت ہے کہ رسولِ کریم s نے فرمایا: جس بدن نے حرام مال سے پرورش پائی ہوگی وہ (شروع ہی میں نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ، اور سزا بھگتے بغیر) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

صحابہ کرام p کا حرام سے بچنے کا اہتمام

(۵) عن زید بن أسلم أنه قال: شرب عمر بن الخطاب لبناً فأعجبه و قال للذی سقاه: من أین لک هذا اللبن؟ فأخبره أنه ورد علی ماء قد سماه فإذا نعم من نعم الصدقة و هم یسقون فحلبوا لی من ألبانها فجعلته فی سقائی فهو هذا فأدخل عمر یده فاستقاء، رواه مالک و البیهقی فی شعب الایمان. (مشکوۃ صـ ۱٦۱، ط:قدیمی)

حضرت زید بن اسلم (جو حضرت عمر فاروق r کے آزاد کردہ غلام تھے) کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب r نے دودھ پیا جو اُن کو عجیب معلوم ہوا، انہوں نے اس شخص سے جس نے دودھ لاکر پلایا تھا پوچھا کہ یہ دودھ تمہیں کہاں سے ملا؟ تو اس نے بتایا کہ میں پانی کے ایک چشمے یا کنویں پر گیا تھا (اس نے چشمے یا کنویں کا نام بھی

بتایا) وہاں میں نے دیکھا کہ زکوٰۃ کے کچھ جانور ہیں اور ان کے نگران ان کا دودھ نکال کر لوگوں کو پلا رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے میرے لیے بھی دودھ دوہا جو میں نے لے کر اپنی مشک میں ڈال دیا یہ وہی دودھ تھا، حضرت عمر r نے (اپنے حلق میں) ہاتھ ڈال کر قے کر دی (اور اس لیے دودھ کو پیٹ سے باہر نکال دیا کیونکہ وہ زکوٰۃ کا مال تھا جو ان کے لیے جائز نہ تھا)

(٦) عن عائشة قالت : كان لأبى بكر r غلام يخرج له الخراج فكان أبو بكر يأكل من خراجه فجاء يوما بشىء فأكل منه أبو بكر فقال له الغلام: تدرى ما هذا؟ فقال أبو بكر: وما هو؟ قال: كنت تكهنت لإنسان فى الجاهلية و ما أحسن الكهانة إلا أنى خدعته فلقينى فأعطانى بذلك فهذا الذى أكلت منه قالت:

فأدخل أبو بكر يده فقاء كل شيء في بطنه.

(بخاری، مشکوٰۃ صـ ۲۴۳، ط: قدیمی)

حضرت عائشہ q فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق r کے پاس ایک غلام تھا جو کمائی میں ایک مقررہ حصہ حضرت ابو بکر صدیق r کو دیا کرتا تھا (جیسا کہ اہلِ عرب کا معمول تھا کہ وہ اپنے غلاموں کو کمائی پر لگا دیا کرتے تھے اور ان کو حاصل ہونے والی اجرت میں سے کوئی حصہ اپنے لیے مقرر کر لیا کرتے تھے) چنانچہ حضرت ابو بکر r اس غلام کی لائی ہوئی چیز کو کھا لیا کرتے تھے ایک مرتبہ وہ غلام کوئی چیز لایا جس میں سے حضرت ابو بکر صدیق r نے بھی کھایا، ان کے کھانے کے بعد غلام نے کہا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ یہ کیسی چیز ہے؟ حضرت ابو بکر

صدیق r نے فرمایا: مجھے کیا معلوم، تم ہی بتاؤ یہ کیسی چیز ہے؟ غلام نے کہا کہ میں ایامِ جاہلیت میں (یعنی اپنی حالتِ کفر میں) ایک شخص کو غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا حالانکہ میں کہانت کا فن (یعنی پوشیدہ باتیں بتانے کا فن) اچھی طرح نہیں جانتا تھا بلکہ میں اس کو (غلط سلط باتیں بنا کر) فریب دیا کرتا تھا (اتفاقاً آج) اس شخص سے میری ملاقات ہوگئی تو اس نے مجھے یہ چیز دی، یہ وہی چیز تھی جو آپ نے کھائی ہے۔ حضرت عائشہ q کہتی ہیں کہ (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ (حلق) میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی اور جو کچھ پیٹ میں تھا (از راہِ احتیاط) سب باہر نکال دیا۔

امام ابو حنیفہ ا کی دیانت واحتیاط کے دو واقعات

(۱) امام مسہر بن عبد الملک ا فرماتے ہیں کہ ایک شخص کپڑا لایا اور امام صاحب ا کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا، آپ ا نے پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے؟ وہ بولا ایک ہزار، امام صاحب ا نے فرمایا کہ اس کی قیمت اس سے بدرجہا زیادہ ہے حتی کہ آٹھ ہزار پر ان کا معاملہ طے ہوا۔

(۲) ایک دفعہ امام ابو حنیفہ ا کے ایک تلمیذ (شاگرد) نے آپ ا کی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ کے ایک رہائشی کے ہاتھ چار سو درہم کا گرم کپڑا غلطی سے ایک ہزار درہم میں بیچ دیا، امام صاحب ا کو جب

اس معاملہ کا علم ہوا تو شاگرد کو سخت تنبیہ فرمائی اور اس کو دکان کے سلسلے سے الگ کر دیا، اور اس خریدار کا حلیہ پوچھ کر اس کے پیچھے ہو لیے، جب اس شخص سے آپ ا کی ملاقات ہوئی تو کافی اصرار اور تکرار کے بعد چھ سو درہم اسے واپس کر دیے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر پھر کوفہ لوٹ کر آئے، چنانچہ امام موفق ا لکھتے ہیں ”فرد علیه ست مائة و ترک علیه الثوب و رجع الی الکوفة.“

﴿۹﴾ صحبة الصالحین: نیک لوگوں کی صحبت۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی صحبت نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دے اپنے پیاروں کے پاس بیٹھنے کی تو یہ دلیل ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو اپنا پیارا بنانا چاہتے ہیں۔ جس دیسی آم کو لنگڑے آم کی صحبت نصیب ہو جائے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی

مشیت وارادہ ہوگیا کہ اس دیسی آم کو لنگڑا آم بنادیں گے، پس جب اللہ تعالیٰ کسی کو اہل اللہ کی صحبت نصیب فرمائے تو سمجھ لو یہ بھی اہل اللہ ہونے والا ہے۔

جگر مرادآبادی کا قصہ مشہور ہے کہ پہلے یہ ایک بین الاقوامی شاعر تھے، بڑے بڑے مشاعروں میں اشعار پڑھا کرتے تھے، شراب کے عادی تھے، ڈاڑھی منڈاتے تھے، کبھی گناہ چھوڑنے کا خیال تک نہ آیا، مگر جب ہفتہ دس دن حضرت مولانا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ا کی صحبت میں گزارے تو زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوگیا اور واپس جاتے ہوئے حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی۔

(۱) اللہ تعالیٰ شراب چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) ڈاڑھی رکھنے کی ہمت عطا فرمائے۔

(۳) حجِ مقبول کی سعادت عطا فرمائے۔

(۴) ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

اندازہ لگائیں کہ ساری زندگی گناہوں میں گزارنے والے شخص جس کو کبھی گناہ چھوڑنے کا خیال تک نہیں آیا مگر ہفتہ دس دن اللہ والے کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ اب دل کی دنیا بدل گئی ،اب گناہ چھوڑنے اور بڑی عبادت حج تک کے ارادے کیے جارہے ہیں،اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

تو نیک لوگوں کی صحبت کے اثرات ہوا کرتے ہیں اس لیے حتی الامکان ان کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے،قرآنِ کریم اور حدیثِ مبارکہ میں بھی اس کی جابجا ترغیب آئی ہے۔

(۱) وعن أبی هريرة قال : قال رسول الله S :

المرء على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل . رواه أحمد والترمذى وأبو داود والبيهقى فى شعب الإيمان وقال الترمذى : هذا حديث حسن غريب . وقال النووى : إسناده صحيح (مشكوة ۴۲۷،ط:قديمى)

حضرت ابو ہریرہ r کہتے ہیں کہ رسول اللہ S نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی جو شخص کسی کو دلی (دوست) بناتا ہے تو عام طور پر اس کے عقائد و نظریات اور اس کی عادات واطوار کو قبول واختیار کرتا ہے) لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو دوست بنائے تو دیکھ لے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

(۱) وعن أبى موسى قال : قال رسول الله S :مثل الجليس الصالح والسوء كحامل المسک ونافخ الكير فحامل المسک إما أن يحذيک وإما أن تبتاع منه

وإما أن تجد منه ريحا طيبة ونافخ الكير إما أن يحرق ثيابک وإما أن تجد منه ريحا خبيثة .متفق عليه.

(مشکوۃ ۴۲۶،ط:قدیمی)

حضرت ابوموسی اشعری r کہتے ہیں کہ رسول اللہ s نے فرمایا: نیک اور بد ہم نشین کی مثال مشک رکھنے والے اور دھونکنی دھونکنے والے کی سی ہے، مشک رکھنے والا یا تو تمہیں مشک مفت دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے اور یا (اگر کسی بھی صورت میں اس کا مشک تمہارے ہاتھ نہیں لگتا تو کم از کم) اس کی خوشبو تو تمہیں ضرور حاصل ہو جائے گی (اسی طرح نیک اور صالح ہم نشین سے کوئی فیض یا کوئی خاص نعمت نہ بھی ملے تو یہی کیا کم ہے کہ کچھ ساعتوں کے لیے اس کی صحبت میں سکون وا طمینان کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہو جائے) اور دھونکنی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑوں کو جلا دے گا یا تمہیں اس سے دماغ پاش بو یعنی دھواں ملے گا (اسی طرح بدکار ہم نشین اول تو دین و

دنیا دونوں کا نقصان پہنچاتا ہے، وقت ضائع کرتا ہے اور حصولِ سعادت کی صلاحیت و استعداد کو کمزور اور بے کار کر دیتا ہے اور اگر یہ نہ بھی ہو تو اس کی صحبت میں کم از کم اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ زندگی کے وہ قیمتی لمحات، دل و دماغ کی کبیدگی اور لا حاصل صحبت کی ناخوشگواری میں صرف ہوتے ہیں)۔

﴿۱۰﴾ **توفیق الخیر**: یعنی ہر بھلائی کی توفیق (یہ معنی عام ہے اس میں سارے معانی آ گئے)۔

(روح المعانی ۲/۹۱، ط: امدادیہ)

﴿آخرت میں حسنہ کے پانچ معانی﴾

(۱) **الجنة**: جنت میں داخلہ نصیب ہونا۔

(۲) **السلامة من هول الموقف وسوء الحساب**: قیامت کے دن کی شدت اور بُرے حساب سے سلامتی۔

(۳) **الحور العين**: جنت کی موٹی اور خوبصورت آنکھوں

والی حوریں۔

(۴) لذة الرؤية: اللہ تعالیٰ کی زیارت اور دیدار کی لذت۔

(۵) الرحمة والإحسان: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان (یہ آخری معنی عام ہے اس میں آخرت کی ساری نعمتیں آگئیں)(حوالہ بالا)

وقنا عذاب النار

(۱) أحفظنا منه بالعفو والمغفرة وأجعلنا ممن يدخل الجنة من غير عذاب، اے اللہ! ہم کو جہنم سے بچا لیجیے اپنی عفو اور بخشش سے اور ان لوگوں میں سے کر دیجیے جو بغیر عذاب کے سیدھے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۲) أحفظنا من الشهوات والذنوب المؤدية إلى عذاب النار، ہم کو بچا لیجیے ان شہوت پرستی اور گناہوں سے جو ہمیں جہنم کے عذاب کے مستحق بناتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَۃً
وَّفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
وَّقِنَا عَذابَ النَّار

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں حسنہ (بھلائی)

عطا فرما اور ہم کو جہنم کی آگ سے بچا

تعمیرِ معاشرہ جامعہ خُلفائے رَاشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851